FLOW CHART
MACRO-STRUCTURE
ترتیبی نقشہ ربط
نظمِ جلی
03- سُوْرَۃُ اٰلِ عِمْرَانَ
آیات : 200 ...... مَدَنِیَّۃ ...... پیراگراف : 7
پہلا حصہ
اہلِ کتاب سے متعلق
(آیات:1 تا 101)
دوسرا حصہ
اُمّتِ مسلمہ سے متعلق
(آیات:102 تا 200)
مرکزی مضمون :
غلبۂ اسلام کے لیے چار تدبیریں اختیار کی جائیں
(1) اہلِ کتاب کو دعوت
(2) اہلِ کتاب کے خیر سے استفادہ
(3) اہلِ کتاب کے شر سے اجتناب
(4) مسلمانوں کا باہمی اتحاد و اتفاق اور مضبوط تنظیم
تمہید
پہلا پیراگراف
آیات:1تا9
اہل کتاب کو اسلام کی دعوت
دوسرا پیراگراف
آیات:10تا32
عقیدۂ تثلیث سے ابطال کے لیے
تیسرا پیراگراف
آیات:33تا63
چوتھا پیراگراف
آیات:64تا101
اہلِ کتاب کے شرور کی تفصیل
پانچواں پیراگراف
آیات:102تا120
تعمیرِ امت کے لیے تنظیمی ہدایات
چھٹا پیراگراف
آیات:121تا189
جنگِ اُحد کی شکست اور نفاق پر تبصرہ
ساتواں پیراگراف
آیات:190تا200
اختتامیہ

زمانۂ نزول

1- سورۃ ﴿آل عمران﴾ کا زیادہ تر حصہ جنگِ اُحد کے بعد، 3 ہجری میں نازل ہوا، جب کئی صحابہ کی شہادت کے بعد بیواؤں اور یتیموں کے مسائل حل طلب ہو گئے تھے۔

2- آیات 33 تا 70 غالباً نو (9) ہجری میں نازل ہوئیں، جب نجران کے عیسائیوں کا وفد مدینہ آیا تھا اور اُنہیں مباہلے کی پیش کش کی گئی تھی۔

سورۃ آل عمران کی فضیلت

روزِ قیامت اپنے پڑھنے والوں کے لیے آل عمران اور البقرہ دو بادلوں، دو سایوں اور دو روشنیوں کی صورت میں ظاہر ہو کر جھگڑیں گی۔ (صحیح مسلم: کتاب فضائلِ قرآن، باب 42، حدیث 1,910، عن ابی اُمامۃ الباھلیؓ)

سورۃ آل عمران کا کتابی ربط

1- سورۃ ﴿الفاتحة﴾ میں مذکور ﴿الضَّآلِّين﴾ قوم نصاریٰ کے خلاف فردِ جرم کا ذکر سورۃ ال عمران میں ہے۔
سورۃ البقرۃ کے آخر میں دُعا سکھائی گئی تھی کہ کافروں پر غلبے کے لیے اللہ سے مدد طلب کی جائے ﴿فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ﴾۔ یہاں سورت ﴿آل عمران﴾ میں کافروں پر غلبے کی چار (4) تدبیریں بیان کی گئی ہیں۔
غزوہ احد کی شکست پر تبصرہ کر کے اتحاد و تنظیم کی اہمیت اجاگر کی گئی ہے۔

2- سورت ﴿آل عمران﴾ کے آخری حصے میں جنگِ اُحد کی شکست پر تبصرہ کیا گیا ہے اور مسلمانوں کے اتحاد و اتفاق، تنظیم کے استحکام اور اجتماعیت کے قیام کی ہدایات دی گئیں ہیں۔ اگلی سورت ﴿النساء﴾ کا مرکزی مضمون ہی اجتماعیت ہے کہ خاندان سے لے کر ریاست تک ایک مضبوط اجتماعیت ناگزیر ہے۔

سورۃ البقرۃ اور سورۃ ال عمران کی مشترک خصوصیات

1- سورۃ البقرۃ کے دوسرے حصے میں، اہلِ کتاب بالخصوص یہود کے خلاف فردِ جرم عائد کی گئی تھی، یہاں سورۃ ﴿آل عمران﴾ کے پہلے حصے میں، اہلِ کتاب بالخصوص نصاریٰ کے خلاف فردِ جرم عائد کی گئی ہے۔
سورۃ البقرۃ میں ﴿الْمَغْضُوْب﴾ کی تفصیل تھی، یہاں ﴿الضَّآلِّيْن﴾ کی تفصیل ہے۔

2- سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر 143 میں اُمتِ مسلمہ کو ﴿اُمَّةً وَّسَطًا﴾ معتدل اور متوازن قوم کے لقب سے نوازا گیا تھا۔
یہاں سورۃ ال عمران کی آیت نمبر 110 میں انہیں ﴿خَيْرَ اُمَّةٍ﴾ بہترین اُمت کے الفاظ سے مخاطب کیا گیا ہے۔

3- سورۃ البقرۃ میں بھی اہلِ کتاب کو ﴿ اٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ ﴾ کے الفاظ سے اسلام کی دعوت دی گئی تھی، یہاں سورۃ ﴿آل عمران﴾ میں بھی انہیں ﴿ ءَاَسْلَمْتُمْ ؟ ﴾ کے الفاظ سے اسلام کی دعوت دی گئی ہے۔

4- دونوں سورتوں کا اختتام جامع دُعاؤں پر ہوا ہے جو غلبۂ اسلام کے لیے ﴿تعلق باللہ﴾ کی اہمیت پر دلالت کرتی ہیں۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

1- سورۃ ﴿آل عمران﴾ میں اہلِ کتاب کو بار بار یہ بات بتائی گئی کہ اللہ کے علاوہ کوئی اِلٰہ نہیں۔

(آیات: 2، 6، 18، 63 اور 64)

2- اس سورت میں ﴿الاسلام﴾ کی حقانیت ثابت کر کے تمام انسانوں بالخصوص اہلِ کتاب کو اسلام قبول کر لینے کا مشورہ دیا گیا۔

(a) اہلِ کتاب کو صاف بتا دیا گیا کہ اللہ کے نزدیک دین صرف ﴿الاسلام﴾ ہے۔ ﴿اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ﴾ (آیت:19)

(b) سلبی طریقے سے صاف صاف بتا دیا گیا کہ جو شخص ﴿اسلام﴾ کے علاوہ کوئی دوسرا مذہب اختیار کرے گا، وہ ہرگز ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔ ﴿وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ﴾ (آیت:85)

(c) مسلمانوں کی زبان سے کہلوایا گیا کہ ہم رسولوں میں امتیاز نہیں کرتے (کہ کون سا رسول بنی اسرائیل میں سے ہے اور کون سا رسول بنی اسمٰعیل میں سے) ہم تو اللہ کے آگے جھکنے والے ﴿مُسْلِمُوْن﴾ ہیں۔ (آیت:84)

(d) اللہ تعالیٰ ﴿اسلام﴾ لانے کے بعد کفر کا حکم نہیں دیتا۔ (آیت:80)

(e) مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ ان کی موت ﴿اسلام﴾ کی حالت ہی میں آنی چاہیے ﴿وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ﴾ (آیت:102)۔

(f) حضرت عیسیٰ کے تمام حواریوں نے گواہی دی تھی کہ ہم مسلمان ﴿مُسْلِمُوْن﴾ ہیں۔ (آیت:52)

(g) اہلِ کتاب سے مجادلہ کر کے اسلام کی دعوت دینے کا حکم دیا گیا۔ وہ منہ موڑ لیں تو خود یہ گواہی دینا کہ ہم ﴿مُسْلِمُوْن﴾ ہیں (آیت:64)۔

(h) زمین آسمان کی ہر چیز "طوعا و کرھا" ﴿ مُسْلِم ﴾ ہے۔ (آیت:83)

(i) حضرت ابراہیمؑ یہودی یا عیسائی بھی نہیں تھے اور مشرک بھی نہیں تھے، بلکہ ﴿مُسْلِم﴾ حنیف تھے۔ (آیت:67)

(j) بنی اسرائیل (یہود و نصاریٰ) اور بنی اسمٰعیل کے ﴿اُمِّیّٖن﴾ (مشرکینِ مکہ) دونوں کو اسلام کی دعوت دی گئی۔ (آیت:20)

3- سورة ﴿آل عمران﴾ کی مندرجہ ذیل آیات میں اہلِ کتاب کے بارے میں تفصیلات بیان کر کے احکام دیے گئے۔ (آیات 19، 20، 23، 61 ، 64، 65، 66 ، 69 ، 70، 71، 72، 74، 98، 99، 100، 110 ، 113 ، 186 ، 187 ، 199)۔

4- سورة ﴿آل عمران﴾ میں ﴿اُمِّیّٖن﴾ کے لفظ کا استعمال ایک خاص مفہوم رکھتا ہے۔

(a) بنی اسرائیل نسلی تعصب اور تفاخر میں مبتلا ہیں چنانچہ وہ کہتے ہیں ﴿لَیْسَ عَلَیْنَا فِی الْاُمِّیّٖنَ سَبِیْلٌ﴾ یعنی بنی اسمٰعیل کے ﴿اُمِّیّٖن﴾ کے مال ہڑپ کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں (آیت:75)

(b) رسول اللہ ﷺ کو ہدایت کی گئی کہ وہ بنی اسرائیل کے علاوہ، بنی اسمٰعیل ﴿اُمِّیّٖن﴾ کو بھی اسلام کی دعوت دیں (آیت:20)۔

5- اس سورت میں قرآن مجید کو ﴿الفُرقان﴾ کہا گیا، کیونکہ یہ تورات وانجیل کی تحریفات کا پول کھولتا ہے۔ (آیت:4)

6- تشابہات سے بچنے کا حکم: اس سورت میں مسلمانوں کو ہدایت کی گئی کہ وہ تشابہات کی تاویل کے فتنے میں گرفتار نہ ہوں۔ جن کے دلوں میں ﴿زیغ﴾ یعنی ٹیڑھ ہوتی ہے، وہ (تمام گمراہ فرقے) تشابہات کی پیروی کرتے ہیں (آیت:7)۔ مسلمانوں کو دعا سکھائی گئی ﴿لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَیْتَنَا﴾ ''اے اللہ! ایمان کی ہدایت دینے کے بعد ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ کر!'' (آیت:8)

7- امامت کی تبدیلی: ﴿تُؤْتِی الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ﴾ کے الفاظ سے امامت کی تبدیلی کی طرف اشارہ کیا گیا کہ بنی اسرائیل سے ﴿فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِیْنَ﴾ کا تاج چھین کر امتِ مسلمہ کے سر پر ﴿اُمَّةً وَّسَطًا﴾ کے اعزاز کے ساتھ رکھا گیا ہے (آیت:26)۔

8- اس سورت میں ﴿اُولوا الالباب﴾ اور ﴿اولی الابصار﴾ کے الفاظ کے ذریعے عقل مندوں کی صفات بیان کی گئیں

(a) ﴿اُولوا الالباب﴾ یعنی عقل مندوں کی وضاحت کی گئی کہ یہ لوگ تشابہات کی تاویل نہیں کرتے (آیت:8)۔ محکمات کی پیروی کرتے ہیں۔

(b) ﴿اُولوا الالباب﴾ یعنی عقل مندوں کی وضاحت کی گئی کہ یہ لوگ اللہ کو یاد کرتے ہیں اور کائنات پر غور و فکر کر کے عقیدۂ توحید اختیار کر لیتے ہیں اور دوزخ کے عذاب سے بچنے کی دعائیں مانگتے ہیں (آیت:190)۔

(c) ﴿اُولوا الابصار﴾ یعنی عقل مندوں کو دعوت دی گئی کہ وہ جنگِ بدر سے نصیحت حاصل کریں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے ایک چھوٹے گروہ کو ایک بڑے گروہ پر فتح اور نصرت عطا فرمائی (آیت:13)۔

9- سورۃ ﴿آل عمران﴾ میں بار بار حضرت ابراہیمؑ کا ذکر کر کے اہلِ کتاب کو اسلام کی دعوت دی گئی ہے۔

(a) ﴿آلِ ابراہیم﴾ کو سارے عالم میں برگزیدہ کیا گیا (آیت:33)۔

(b) تورات اور انجیل ﴿ابراہیمؑ﴾ کے بعد نازل کی گئیں (آیت:65)۔(حضرت ابراہیمؑ کا زمانہ 2,100 ق م ہے، جب کہ 1,300 ق م میں حضرت موسیٰؑ پر تورات نازل کی گئی اور اس کے 1,300 سال بعد حضرت عیسیٰؑ پر انجیل نازل کی گئی)۔

(c) حضرت ﴿ابراہیمؑ﴾ یہودی یا نصرانی نہیں تھے۔(آیت:67)

(d) حضرت ﴿ابراہیمؑ﴾ سے قریب تر، محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کے صحابہؓ ہیں (آیت:68)۔

(e) مسلمان، یہودیوں کی طرح متعصب نہیں ہوتے، سارے پیغمبروں پر ایمان لاتے ہیں (آیت:84)۔

(f) بنی اسرائیل کو ﴿فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا﴾ کے الفاظ سے ملتِ ابراہیمؑ کی پیروی کرنے کی ہدایت کی گئی (آیت:95)۔

(g) ﴿مقامِ ابراہیم﴾ مکہ میں وہ جگہ ہے، جہاں حضرت ابراہیمؑ کھڑے ہوتے تھے (آیت: 97)۔

دوسو (200) آیات پر مشتمل، اس سورۃ ال عمران کے دو (2) بڑے حصے اور سات (7) پیراگراف ہیں۔

پہلے حصے میں چار (4) پیراگراف ہیں اور دوسرے میں تین (3) پیراگراف۔

1- پہلا حصہ ابتدائی ایک سو ایک (101) آیات پر مشتمل ہے، جو اہلِ کتاب (بالخصوص عیسائیوں) سے متعلق ہے۔

2- دوسرے حصے (آیات 102 تا 200) میں، مسلمانوں کو اہلِ کتاب اور دیگر کافرین پر فتح و نصرت کے لیے تنظیمی ہدایات دی گئی ہیں۔

سورۃ آل عمران کا نظمِ جلی سات پیراگرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 1 تا 9 : پہلا پیراگراف تمہیدی ہے۔ قرآن ﴿الفرقان﴾ ہے، جو اہلِ کتاب کی تحریفات کا پول کھول دیتا ہے

اہلِ کتاب (بالخصوص عیسائیوں) کو دعوتِ توحید و اسلام دی گئی ہے اور قرآن کا تعارف کرایا گیا ہے کہ یہ تورات و انجیل کی طرح اللہ کی وحی ہے۔ قرآن صحیح اور غلط کے فرق کو واضح کرتا ہے۔ یہ ﴿الفرقان﴾ ہے۔ اللہ تعالیٰ جیسے چاہے (بغیر باپ کے بھی) ارحام میں حمل ٹھہرا سکتا ہے۔ عیسائی متشابہات میں گرفتار ہو کر گمراہی کا شکار ہوئے۔ محکمات و متشابہات کے بارے میں، عقل مندوں کا رویہ اختیار کرنے کی ہدایت دی گئی۔ محکمات اور متشابہات دونوں پر ایمان رکھنا چاہیے،

لیکن متشابہات کی تاویل سے اجتناب کرنا چاہیے۔ جن کے دلوں میں ٹیڑھ ہوتی ہے، وہی متشابہات میں الجھتے ہیں۔
زیغ قلب سے بچنے کے لیے دُعا سکھائی گئی ہے۔ ﴿رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا﴾

2- آیات 10 تا 32 : دوسرے پیرا گراف میں اہلِ کتاب (بالخصوص عیسائیوں) کو اسلام کی دعوت دی گئی ہے۔

﴿ اُولِي الْاَبْصَار ﴾ یعنی اہلِ بصیرت کو ہلاکتِ فرعون اور جنگِ بدر میں قریش کے بڑے بڑے سرداروں کی ہلاکت سے عبرت حاصل کرنے کا مشورہ دیا گیا۔ اہلِ کتاب کو اسلام کی دعوت دی گئی کہ اللہ کے نزدیک دین، صرف الاسلام ہے۔
﴿اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَام ﴾ (آیت:19)۔
اہلِ کتاب اور مشرکین سے اسلام قبول کرنے کا مطالبہ، کیا تم اسلام لا کر دو گے؟ ﴿ ءَ اَسْلَمْتُمْ ؟ ﴾ (آیت:20)
یہودیوں کو محبتِ الٰہی کا دعویٰ کرنے کے بجائے، محمد ﷺ کی اِطاعت کا حکم دیا گیا ﴿ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ ﴾
اہلِ کتاب کو اللہ اور اُس کے آخری رسول محمد ﷺ کی اطاعت کی ہدایت کی گئی۔

3- آیات 33 تا 63: تیسرے پیرا گراف میں عیسائیوں کے (Trinity) عقیدۂ تثلیث کی تردید کے لیے حضرت مریم اور حضرت زکریّا کے سچے واقعات بیان کیے گئے۔

حضرت عیسیٰؑ کی نانی یعنی حضرت مریمؑ کی والدہ نے نذر مانی تھی کہ ہونے والے بچے کو اللہ کے لیے وقف کریں گی۔
حضرت مریمؑ پیدا ہوئیں تو وہ حضرت زکریاؑ کی کفالت میں دی گئیں۔ بیت المقدس میں وہ عبادت کرتیں اور اُن کے پاس معجزانہ طور پر رزق آجاتا۔ اس پر حضرت زکریا کو تعجب ہوا اور اُنہوں نے بھی بڑھاپے میں اللہ سے اولاد کی دعا کی۔
چنانچہ انہیں بھی معجزانہ طور پر بڑھاپے میں حضرت یحییٰؑ کی شکل میں بیٹا عطا کیا گیا۔ یہاں یہ ثابت کیا گیا کہ حضرت عیسیٰؑ نعوذ باللہ اللہ کے بیٹے نہیں ہیں بلکہ معجزانہ طور پر بغیر باپ کے پیدا کیے گئے، جس طرح حضرت یحییٰؑ کی پیدائش معجزانہ طور پر بڑھاپے میں ہوئی۔
حضرتِ عیسیٰؑ کے معجزات بیان کر کے خود اُن کی زبان کے الفاظ نقل کیے گئے کہ ﴿اِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْم ﴾۔ خود حضرت عیسیٰؑ کے حواریوں نے کہا تھا کہ ہم مسلمان ہیں۔ یہ پیش گوئی کی گئی کہ آپ کے ماننے والوں کی تعداد آپ کا انکار کرنے والوں سے زیادہ ہوگی۔
عقیدۂ تثلیث کی تردید کے لیے حضرت آدمؑ کی مثال بھی پیش کی گئی کہ اُنہیں تو نہ صرف بغیر باپ بلکہ بغیر ماں کے معجزانہ طور پر پیدا کیا گیا تھا۔
<u>دعوتِ مباہلہ</u>: ان تمام دلائل کے باوجود اگر کوئی عیسائی اسلام کی دعوت کو تسلیم نہیں کرتا تو پھر اُس سے مباہلہ ہو سکتا ہے۔
ہم اپنے بیوی بچوں کے ساتھ آئیں اور وہ اپنے بیوی بچوں کے ساتھ، اس کے بعد قسم کھائی جائے کہ جو جھوٹا ہوگا اُس پر اللہ کی لعنت ہوگی۔ آخر میں دعوتِ توحید کا اعادہ کیا گیا۔

4- آیات 64 تا 101: چوتھے پیراگراف میں اہلِ کتاب کے شر سے آگاہ کر کے مسلمانوں کو ان سے خبردار رہنے کی ہدایت کی گئی

اہلِ کتاب کو مکالمے کی دعوت دی گئی۔ (آیت: 64)
حضرت ابراہیمؑ مسلمِ حنیف تھے۔ یہودیوں اور عیسائیوں کو اپنے جدِّ امجد کا طرزِ عمل اختیار کرنا چاہیے۔
اہل کتاب کے خیر وشر کی وضاحت کی گئی۔ یہ لوگ غیر یہودیوں کے مال کو اپنے لیے جائز سمجھتے ہیں۔ ان میں بعض اچھے لوگ بھی ہیں، جو دیانت دار ہیں۔ یہودی علماء کی تحریفِ کتاب کا پول کھول دیا گیا کہ یہ اپنی زبانوں کو ہلا ہلا کر لوگوں کو یہ تاثر دیتے ہیں کہ یہ حکم تورات میں ہے، حالانکہ وہ تورات میں نہیں ہوتا۔
یہودیوں کی خاندانی عصبیت کا ردّ کیا گیا۔ وہ صرف اپنے خاندان کے رسولوں پر ایمان لانا چاہتے ہیں، جبکہ مسلمان متعصب نہیں ہوتے۔ وہ دونوں خاندانوں کے انبیاء پر ایمان لاتے ہیں۔
اہلِ کتاب کو صاف صاف بتا دیا گیا کہ اسلام کے علاوہ، کوئی دوسرا دین ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔
﴿ وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْناً فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ﴾ (آیت: 85)
اہلِ کتاب کو اپنے جدِّ امجد حضرت ابراہیمؑ کی طرح خالص توحید اختیار کرنے اور دینِ ابراہیمی کی پیروی کا حکم دیا گیا۔
﴿ فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفاً ﴾ (آیت: 95)
اہلِ کتاب سے ﴿مجا دله﴾ کرتے ہوئے انہیں دعوتِ اسلام دی گئی۔

5- آیات 102 تا 120: پانچویں پیراگراف میں ﴿ تقویٰ ﴾ کا حکم دے کر مسلمانوں کو تنظیمی ہدایات دی گئیں۔

مسلمانوں کو اللہ کا ایسا تقویٰ اختیار کرنا چاہیے، جیسا کہ اللہ کا حق ہے۔ ﴿وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا﴾ کے الفاظ سے اللہ کی رسی کو اجتماعی طور پر مل کر پکڑنے کی ہدایت کی گئی۔ مسلمانوں کے اندر ایک ایسی جماعت ہونی چاہیے جو نیکی کی طرف بلائے، بھلائی کا حکم دے اور برائی سے روکے۔ دعوت وتبلیغ ایک اجتماعی فریضہ بھی ہے۔
اُمتِ مسلمہ ﴿ خيرِ اُمّت ﴾ ہے، اس کا نصب العین، امر بالمعروف ونہی عن المنکر ہے۔ امتِ مسلمہ کو میدان میں اس لیے لایا گیا ہے کہ وہ دوسرے انسانوں تک اسلام کا پیغام پہنچائیں ﴿اُخرِجَت لِلنَّاس ﴾۔ اہل کتاب سے دردمندی کا اظہار کیا گیا کہ اگر وہ بھی اسلام لے آئیں تو کتنا اچھا ہو؟ (آیت: 110)۔ اس کے بعد اہل کتاب کے شر اور اُن کے اندر پوشیدہ خیر کی چند مثالیں دی گئیں۔
کچھ لوگ اللہ کے بجائے، دنیا کے لیے مال ودولت خرچ کرتے ہیں، انہیں ان کے انجام سے خبردار کیا گیا۔ مسلمانوں سے کہا گیا کہ وہ غیر مسلموں کو رازدار نہ بنائیں۔ ﴿ لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ ﴾ (آیت: 118)۔ یہ اسلامی ریاست کی خارجہ پالیسی ہے۔ مسلمانوں پر واضح کیا گیا کہ تم اہلِ کتاب سے محبت کرتے ہو، لیکن اہلِ کتاب تم سے محبت نہیں کرتے ﴿ تُحِبُّوْنَهُمْ وَلَا يُحِبُّوْنَكُمْ ﴾ (آیت: 119)۔

آخر میں انہیں بتایا گیا کہ صبر اور تقویٰ سے اہلِ کتاب کے شر پر قابو پایا جا سکتا ہے۔

﴿ وَإِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا ﴾ (آیت:120)

6- آیات 121 تا 189: چھٹے پیراگراف میں جنگِ احد کی شکست پر تبصرہ کر کے منافقین کے کردار پر تبصرہ کیا گیا۔

جنگِ احد میں دو گروہوں کی کمزوری کا ذکر کیا گیا۔ مسلمانوں کی اخلاقی تربیت کی گئی کہ وہ صبر و تقویٰ سے کام لیں۔ سود سے بچیں۔ دل کھول کر انفاق کریں۔ اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کریں۔ انفاق اور جہاد کے ذریعے اللہ کی مغفرت اور جنت حاصل کرنے کے لیے ایک دوسرے سے بازی لے جائیں ﴿ سَارِعُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ ﴾۔ اہلِ ایمان تنگی اور خوشحالی دونوں حالتوں میں اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ غصے کو پی جاتے ہیں۔ لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں۔ ان سے اللہ محبت کرتا ہے۔ فحش کام یا گناہ ہو جائے تو اللہ سے مغفرت طلب کرتے ہیں۔ گناہوں پر اصرار نہیں کرتے۔ انہیں مغفرت اور جنت عطا کی جائے گی۔

مسلمانوں کو تسلی کہ ایمان کا مظاہرہ کریں گے تو وہی غالب رہیں گے ﴿ وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ ﴾ (آیت:139)

اُحد کی شکست کا مقصد واضح کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ سچے مومنوں کو چھانٹنا چاہتا تھا۔ (آیت:140)

جنگ میں صبر و ثابت قدمی کا مظاہرہ کرنے اور اللہ سے تعلق مضبوط رکھنے کی ہدایت۔ (آیات: 141 سے 147)

صحابہؓ کی تربیت کی گئی کہ رسول اللہ ﷺ کی موت یا شہادت ہو جائے، تب بھی دینِ اسلام کو چھوڑا نہیں جا سکتا۔

مسلمانوں کو خبردار کیا گیا کہ وہ کافروں کی اِطاعت کر کے نقصان اُٹھائیں گے۔ (آیت:149)

مسلمانوں کو تسلی دی گئی کہ اللہ اُن کا ﴿ مولیٰ ﴾ یعنی سرپرست ہے اور وہ کافروں کے دلوں پر رُعب طاری کر دے گا۔

اُحد میں مسلمانوں کی شکست کی وجہ، بعض لوگوں کی (1) کمزوری (2) باہمی اختلاف، (3) مالِ غنیمت کی محبت (4) رسولؐ کی نافرمانی اور (5) دنیا کی طلب تھی۔ (آیت:152)

- جنگِ اُحد میں منافقین کا کردار اور اُن کی ہوسِ اقتدار کا تذکرہ کیا گیا۔ منافقین اپنے آپ کو قیادت کے لیے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ بہتر سمجھتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کو نرمی، باہمی مشاورت اور ﴿ تَوَكُّل ﴾ کا حکم دیا گیا۔ ترتیب بتائی گئی کہ پہلے مشورہ کیا جائے، پھر فیصلہ کیا جائے اور پھر فیصلے پر توکل۔ تبھی محبتِ الٰہی کا نزول ہوگا (آیت:159)۔

اللہ اور اُس کے دین کی مدد کرنے کی صورت میں فتح اور غلبے کی بشارت (آیت:160)۔

منافقین کو رسول اللہ ﷺ کی اصلی حیثیت کو سمجھنے کی ہدایت! آپ ﷺ معلم بھی ہیں، رسول بھی ہیں اور مُزکّی بھی۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو مبعوث کر کے مومنین پر احسان کیا ہے۔ اس کے بعد منافقین کی چند صفات گنوا کر سچے مسلمانوں کی ہمت افزائی کی گئی۔ مسلمانوں کو کافروں کی دوڑ دھوپ سے مرعوب نہ ہونے اور ﴿ بخل ﴾ کے بجائے، دل کھول کر ﴿ اِنفاق ﴾ کرنے اور اہلِ کتاب کے شر اور اُن کی اذیتوں کے مقابلے میں صبر اور تقویٰ کے التزام کی ہدایت

کی گئی اہلِ کتاب عہد شکن بھی ہیں اور نافرمان بھی۔ یہ سزا کے مستحق ہیں۔

7- آیات 190 تا200 :ساتواں اور آخری پیراگراف اختتامیہ ہے، جس میں پوری سورت کا خلاصہ ہے۔

(a) عقل مندوں کو اسرارِ کائنات پر غور کرنے اور تعلق باللہ میں اضافے کی ہدایات دیں گئیں۔

(b) مُنادی (رسول اللہ ﷺ) کی آواز پر لبیک کہنے کا حکم دیا گیا۔

(c) ہجرت و اِنفاق و جہاد اور اذیتوں پر ثابت قدمی کا مظاہرہ کرنے والوں کو جنت کی بشارت دی گئی۔

(d) مسلمانوں پر واضح کر دیا گیا کہ کافروں کا مختلف ممالک میں دندنانا، ہرگز دھوکے میں مبتلا نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ سب سے بڑی طاقت ہے ﴿لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِي الْبِلَادِ﴾ (آیت:196)۔

(e) اہلِ کتاب میں سے، ایمان لا کر مسلمان ہونے والوں کی صفات بیان کی گئی (آیت:199)۔

(f) آخری آیت میں بطور خلاصہ چار (4) ہدایات دی گئیں، جن کے ذریعے کافروں پر غلبہ پایا جا سکتا ہے۔

(1) ثابت قدمی ﴿صبر﴾ (2) ﴿مُصَابَرَت﴾ ثابت قدمی کی باہمی تلقین (3) ﴿مُرَابطہ﴾ کمربستگی اور (4) ﴿تقویٰ﴾۔ یعنی خوفِ خدا اور حدود کی پاسداری۔

آل عمران کی یہ آخری آیت ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ (آیت:200) دراصل سورۃ البقرۃ کی آخری دعا ﴿فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ﴾ (جس کا ذکر ال عمران 147 میں بھی ہوا) کا جواب ہے۔ یہ چار تدبیریں ہی کافروں پر غلبے کی ضامن ہیں۔

مرکزی مضمون

چار تدبیریں اختیار کر کے کافرین پر اور بالخصوص اہلِ کتاب پر غلبہ حاصل کیا جا سکتا ہے اور ﴿فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ﴾ کی دعا قبول ہو سکتی ہے۔

1- اہل کتاب کو اِسلام کی دعوت دی جائے۔ اُن سے مکالمہ، مُباحثہ، مُجادَلہ اور مُباہلہ کیا جائے۔

2- اہلِ کتاب میں موجود ﴿خیر﴾ کو دریافت کیا جائے اور اُسے اِسلام کے حق میں استعمال کیا جائے۔

3- اہلِ کتاب میں موجود ﴿شر﴾ سے آگاہی حاصل کر کے، اُس سے بچنے کی بھرپور کوشش کی جائے۔

4- اُمتِ مسلمہ کی صفوں کے اندر کامل اتحاد و اتفاق پیدا کیا جائے، تقوے کی بنیاد پر اُمت کی تنظیم کی جائے اور جنگِ اُحد کی شکست کے

اسباب کا جائزہ لے کر، مستقبل میں داخلی کمزوریوں بالخصوص نِفاق پر قابو پایا جائے۔

سورۃ آل عمران کے چار (4) اہم مضامین

ا۔ اہلِ کتاب سے مکالمہ، مباحثہ، مجادلہ اور مباہلہ کیا جائے:

سورۃ ال عمران کا پہلا اہم مضمون یہ ہے کہ اہل کتاب کو اسلام کی دعوت دی جائے۔ ان سے مکالمہ، مباحثہ، مجادلہ اور مباہلہ کیا جائے۔

1- اللہ کے نزدیک دین، صرف ﴿الاسلام﴾ ہے۔ ﴿اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ﴾ اس دینِ اسلام سے ہٹ کر جو مختلف طریقے اہل کتاب نے اختیار کیے (یعنی یہودیت اور عیسائیت) اُس کی وجہ اس کے سوا کچھ اور نہ تھی کہ انہوں نے علم آجانے کے بعد ﴿بَغْیًاۢ بَیْنَهُمْ﴾ آپس میں ایک دوسرے پر زیادتی کرنے کے لیے ایسا کیا (آیت:19)۔

2- اب اگر اے نبیؐ! یہ لوگ آپ ﷺ سے جھگڑا کریں، تو ان سے کہیے: ”میں نے اور میرے پیروؤں نے تو اللہ کے آگے سرِ تسلیم خم کر دیا ہے۔“ پھر اہل کتاب اور غیر اہل کتاب (اُمِّیّین) دونوں سے پوچھو: ”کیا تم نے بھی اسلام قبول کر لیا؟“ ﴿ءَاَسْلَمْتُمْ﴾ اگر کیا تو وہ راہِ راست پا گئے، اور اگر اس سے منہ موڑا تو آپؐ پر صرف پیغام پہنچا دینے کی ذمہ داری تھی (آیت 20)۔

3- اللہ سے محبت کے دعوے کے بجائے، اہلِ کتاب کو آخری رسول محمد ﷺ کی اِطاعت واتباع کی دعوت (آیات:31،32)۔

4- حضرت عیسیٰؑ نے خود توحید کی دعوت دی۔ اللہ میرا رب بھی ہے اور تمہارا رب بھی، لہٰذا تم اُسی کی بندگی اختیار کرو! یہ سیدھا راستہ ہے“ (51)۔

5- حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش کی مثال، حضرت آدمؑ کی طرح ہے۔ ﴿اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ﴾ (آیت:59)۔

6- آیتِ مباہلہ: یہ علم آجانے کے بعد، اب جو کوئی اس معاملہ میں آپ ﷺ سے جھگڑا کرے تو اے نبی ﷺ اس سے کہیے کہ ”آؤ! ہم اور تم خود بھی آجائیں اور اپنے اپنے بال بچوں کو بھی لے آئیں اور خدا سے دعا کریں کہ جو جھوٹا ہو اُس پر خدا کی لعنت ہو“ (آیت:61)۔

7- اہل کتاب سے مکالمہ کیا جائے: اے نبی کہو، ”اے اہل کتاب! آؤ ایک ایسی بات کی طرف، جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے ﴿تَعَالَوْا اِلٰی كَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ بَیْنَنَا وَبَیْنَكُمْ﴾ یہ کہ ہم اللہ کے سوا

کسی کی بندگی نہ کریں! اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں ! اور ہم میں سے کوئی اللہ کے سوا کسی کو اپنا رب نہ بنا لے ! اس دعوت کو قبول کرنے سے اگر وہ منہ موڑیں تو صاف کہہ دو کہ گواہ رہو، ہم تو مسلم (صرف خدا کی بندگی و اطاعت کرنے والے) ہیں" (آیت:64)۔

8- اہلِ کتاب سے مجادلہ: اہلِ کتاب سے کہنا کہ حضرت ابراہیمؑ کے بارے میں غلط مباحثے نہ کرو! جن کا زمانہ 2,100 قبل مسیح ہے۔

تورات حضرت موسیٰؑ پر 1,300 قبل مسیح میں نازل کی گئی اور انجیل حضرت عیسیٰؑ پر حضرت ابراہیمؑ تو ﴿ مسلم ﴾ تھے، یہودی اور نصرانی (عیسائی) نہیں تھے۔ حضرت ابراہیمؑ کے زمانے میں، ان دو خود ساختہ مذاہب یعنی یہودیت اور نصرانیت کا وجود ہی نہیں تھا (آیت:65)۔

9- اے اہلِ کتاب! کیوں اللہ کی آیات کا انکار کرتے ہو، حالانکہ تم خود ان کا مشاہدہ کر رہے ہو؟ (آیت:70)۔

10- اہلِ کتاب کو دعوتِ توحید و اسلام۔ ﴿أَفَغَيْرَ دِينِ اللَّهِ يَبْغُونَ وَلَهُ أَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ﴾ (آیت:83)۔

11- اہل کتاب کے برعکس اہلِ اسلام متعصب نہیں ہوتے، وہ ابراہیمؑ کی دونوں شاخوں کے پیغمبروں پر یکساں ایمان رکھتے ہیں (آیت:84)۔

12- اِس فرماں برداری ﴿الاسلام﴾ کے سوا ، جو شخص کوئی اور طریقہ اختیار (یہودیت، عیسائیت) کرنا چاہے ، اُس کا وہ طریقہ ہرگز قبول نہ کیا جائے گا اور آخرت میں وہ ناکام و نامراد رہے گا۔ ﴿وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ﴾ (آیت:85)۔

13- کیسے ہوسکتا ہے کہ اللہ اُن لوگوں کو ہدایت بخشے، جنہوں نے نعمت ایمان پالینے کے بعد، پھر کفر اختیار کیا، حالانکہ وہ خود اس بات پر گواہی دے چکے ہیں کہ یہ رسول حق پر ہے اور ان کے پاس روشن نشانیاں بھی آچکی ہیں۔ اللہ ظالموں کو تو ہدایت نہیں دیا کرتا (آیت:86)۔

14- اہل کتاب کو اپنی موت سے پہلے، اسلام قبول کر لینے کی دعوت۔ روزِ قیامت فدیہ قبول نہیں کیا جائے گا (آیت:91)۔

15- اہل کتاب کو اپنے جدِ امجد حضرت ابراہیمؑ کی پیروی اختیار کرنے کی ہدایت ﴿وَاتَّبِعُوا مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا﴾ (آیت:95)

16- اہل کتاب کو معلوم ہونا چاہیے کہ ان کی تمام منفی سرگرمیاں، اللہ تعالیٰ کے علم میں ہیں (آیت:98)۔

II۔ اہلِ کتاب میں موجود خیر کو دریافت کیا جائے اور اُسے اسلام کے حق میں استعمال کیا جائے

سورۃ آل عمران کا دوسرا اہم مضمون یہ ہے کہ اہل کتاب میں خیر بھی ہے، اسے دریافت کیا جائے اور اسے اسلام کے حق میں استعمال کیا جائے۔

1- اب دنیا میں وہ بہترین گروہ تم (مسلمان) ہو، جسے انسانوں کی ہدایت واصلاح کے لیے میدان میں لایا گیا ہے۔ تم نیکی کا حکم دیتے ہو، بدی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔ یہ اہل کتاب بھی اگر ایمان لاتے تو انہی کے حق میں بہتر تھا، اگر چہ ان میں کچھ لوگ صاحب ایمان بھی پائے جاتے ہیں، مگر ان کے بیشتر افراد نافرمان ہیں (آیت:110)۔

2- مگر سارے اہلِ کتاب یکساں نہیں ہیں۔ ان میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں، جو راہ راست پر قائم ہیں، راتوں کو اللہ کی آیات پڑھتے ہیں اور اس کے آگے سجدہ ریز ہوتے ہیں (آیت:113)۔

3- اہلِ کتاب میں بعض لوگ، اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں، نیکی کا حکم دیتے ہیں، برائیوں سے روکتے ہیں اور بھلائی کے کاموں میں سرگرم رہتے ہیں۔ یہ صالح لوگ ہیں (آیت:114)۔

4- اہلِ کتاب میں بھی کچھ لوگ ایسے ہیں، جو اللہ کو مانتے ہیں، اس کتاب پر ایمان لاتے ہیں، جو تمہاری طرف بھیجی گئی ہے اور اس کتاب پر بھی ایمان رکھتے ہیں، جو اس سے پہلے خود انکی طرف بھیجی گئی تھی، اللہ کے آگے جھکے ہوئے ہیں اور اللہ کی آیات کو تھوڑی سی قیمت پر بیچ نہیں دیتے۔ ان کا اجر ان کے رب کے پاس ہے اور اللہ حساب چکانے میں دیر نہیں لگاتا (آیت:199)۔

III۔ اہلِ کتاب کے شر سے آگاہی حاصل کر کے، بچنے کی بھر پور کوشش کی جائے:

سورۃ آل عمران کا تیسرا اہم مضمون یہ ہے کہ اہلِ کتاب کے شر سے آگاہی حاصل کر کے اُس سے بچنے کی کوشش کی جائے۔

1- اہل کتاب نے لوگوں پر زیادتی ﴿بَغْيًا بَيْنَهُمْ﴾ کے لیے بینات میں اختلاف کیا (آیت:19)

2- اہل کتاب نے نہ صرف انبیاء کا قتل کیا (21، 112)، بلکہ انصاف اور توحید کا حکم دینے والوں کا بھی قتل کیا (آیت:21)

3- اہل کتاب نے اللہ کے قانون کے مطابق تحکیم سے اعراض کیا۔
﴿يُدْعَوْنَ إِلَىٰ كِتَابِ اللَّهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَتَوَلَّىٰ فَرِيقٌ مِّنْهُمْ وَهُم مُّعْرِضُونَ﴾ (آیت:23)۔

4- اہلِ کتاب اس خوش فہمی میں مبتلا ہیں کہ وہ دوزخ میں صرف چند دن کے لیے جائیں گے (آیت:24)۔

5- اہل کتاب (بنی اسرائیل)، بنی اسمٰعیل ﴿اُمِّيِّينَ﴾ کے بارے میں نسلی تعصب میں مبتلا ہیں۔ وہ یہ سمجھتے ہیں

کہ ان پر ظلم وستم کرنے اور ان کا مال غصب کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ ﴿لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْأُمِّيِّينَ سَبِيلٌ﴾ (آیت:75)۔

6- اہلِ کتاب اچھی طرح جانتے بوجھتے اللہ کی آیات کا انکار کرتے ہیں (آیت:70)۔

7- اہل کتاب چند کوڑیوں کے عوض، اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کو توڑ دیتے ہیں (آیت:77)۔

8- اہل کتاب کے علماء ، تورات کی تلاوت کے دوران میں اپنی زبانوں کو اس طرح گھماتے پھراتے ہیں کہ لوگ اسے تورات کی آیت سمجھنے لگتے ہیں ، حالانکہ یہ اللہ کی طرف سے حکم نہیں ہوتا (آیت:78)۔

اس کے برعکس مسلمان، بنی اسرائیل کے پیغمبروں کے بارے میں کوئی تعصب نہیں رکھتے۔ ﴿لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ﴾ (آیت:84)

علاوہ ازیں مسلمان، اللہ کی تمام کتابوں پر ایمان رکھتے ہیں، چاہے وہ بنی اسرائیل کے پیغمبروں ہی پر نازل ہوئی ہوں، یا بنی اسمٰعیل کے پیغمبر محمد ﷺ پر۔ ﴿وَتُؤْمِنُونَ بِالْكِتَابِ كُلِّهِ﴾ (آیت:119)۔

9- بعض اہلِ کتاب اپنے آپ کو غنی اور اللہ کو فقیر کہتے ہیں (آیت:181)۔

10- بعض اہلِ کتاب کہتے ہیں کہ ہم کسی کو رسول تسلیم نہیں کریں گے، جب تک وہ ایسی قربانی ہمارے سامنے پیش نہ کرے، جسے غیب سے آ کر آگ کھا جائے (آیت:183)۔

11- اہلِ کتاب نے اللہ کے اُس میثاق کو بھی پسِ پشت ڈال دیا جس میں کہا گیا تھا کہ وہ تورات کی تعلیمات کو عام کریں گے اور انہیں چھپانے سے گریز کریں گے (آیت:187)۔

12- کافروں کی عسکری سرگرمیاں اور مسلمانوں کے خلاف مختلف ملکوں میں دوڑ دھوپ، انہیں دھوکے میں مبتلا نہ کرے (آیت:196)۔

13- اہل کتاب کا دنیا کے لیے انفاق، ضائع کر دیا جاتا ہے (آیت:117)۔

اہل کتاب اور مسلمانوں کے باہمی تعلقات:

1- مومنو! مومنوں کو چھوڑ کو کافروں کو اپنا دوست نہ بناؤ، ﴿لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِن دُونِ الْمُؤْمِنِينَ﴾

اہل کتاب کے شر سے بچنے کے لیے مناسب حکمت عملی اور تدبیریں اختیار کی جاسکتی ہیں (آیت 28)۔

2- اہلِ کتاب یہ چاہتے ہیں کہ کسی طرح مسلمانوں کو گمراہ کر دیں ﴿وَدَّت طَّائِفَةٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يُضِلُّونَكُمْ﴾ (آیت:69)۔

3- اہلِ کتاب میں سے ایک گروہ کہتا ہے کہ اس نبی ؐ کو ماننے والوں پر جو کچھ نازل ہوا ہے، اس پر صبح ایمان لاؤ اور

شام کو اس سے انکار کر دو! شاید اس ترکیب سے یہ لوگ اپنے ایمان سے پھر جائیں۔

﴿ اٰمِنُوْا بِالَّذِیْٓ اُنْزِلَ عَلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوْٓا اٰخِرَهٗ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴾ (آیت:72)۔

4- اہلِ کتاب! تم لوگ کیوں توحید کے سیدھے راستے کو ٹیڑھا کرنا چاہتے ہو اور مسلمانوں کو بھی کیوں اسلام سے ہٹانا چاہتے ہو؟

﴿ قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ تَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ﴾ (آیت:99)۔

5- مسلمانو اگر تم اہلِ کتاب کی پیروی کرو گے تو وہ تمہیں دوبارہ کافر بنا دیں گے۔

﴿ اِنْ تُطِيْعُوْا فَرِيْقًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ يَرُدُّوْكُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ كٰفِرِيْنَ ﴾ (آیت:100)

6- مسلمانوں کو اہلِ کتاب کی طرف سے اذیت رسانیاں ہوتی رہیں گی۔ ﴿ لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ اِلَّآ اَذًى ﴾ (آیت:111)

7- اہلِ کتاب مسلمانوں کی خرابی کے کسی موقع سے نہیں چوکتے، وہ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کو نقصان پہنچے ، اُن کے دل میں مسلمانوں کے لیے بغض ہوتا ہے جو کبھی کبھی منہ سے نکل جاتا ہے۔ انہیں راز دار نہیں بنانا چاہیے۔

﴿ لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا ﴾ (آیت:118)۔

8- اہلِ کتاب مسلمانوں سے محبت نہیں کرتے، جب کہ مسلمان اُن سے محبت کرتے ہیں۔ ﴿ تُحِبُّوْنَهُمْ وَلَا يُحِبُّوْنَكُمْ ﴾ (آیت:119)۔

9- مسلمانوں کے نقصان سے اہلِ کتاب کو خوشی ہوتی ہے اور مسلمانوں کی کامیابی سے وہ رنجیدہ ہوتے ہیں۔

﴿ اِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ وَاِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَّفْرَحُوْا بِهَا ﴾ (آیت:120)۔

10- اے مسلمانو! تم لوگوں سے عیسائی اور یہودی اس وقت تک راضی نہیں ہوں گے ، جب تک تم ان کی ملت کے پیروکار نہ بن جاؤ!

﴿ وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ﴾ (البقرۃ:120)۔

11- کافر چاہتے ہیں کہ مسلمان بھی، اُن کی پیروی کر کے اُلٹے پھیر لیے جائیں اور یہ بھی نامراد ہو جائیں۔

﴿ اِنْ تُطِيْعُوا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَرُدُّوْكُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ﴾ (آیت:149)۔

12- مسلمانوں کو، اہلِ کتاب اور مشرکین دونوں کی طرف سے، تکلیف دہ باتیں سننی پڑیں گی۔

﴿ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا ﴾ (آیت:186)

IV- اُمتِ مسلمہ کے لیے اہم تنظیمی اَحکام

سورۃ آل عمران کا چوتھا اہم مضمون یہ ہے کہ مسلمانوں کے درمیان اتحاد و اتفاق اور مضبوط تنظیم ہو۔

1- مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کا کامل ﴿تقویٰ﴾ اختیار کرنے اور اسلام پر مرنے کا حکم۔﴿ وَاتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ﴾ (آیت:102)۔

2- تمام مسلمانوں کو مل کر اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے تھامنے کی ہدایت: ﴿ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا ﴾ (آیت:103)۔

3- افتراق اور انتشار سے بچنے کا حکم دیا گیا: ﴿وَلَا تَفَرَّقُوْا﴾ (آیت:103) اُن (اہل کتاب) کی طرح نہ ہو جانا جو افتراق اور اختلاف میں پڑ گئے۔﴿ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا ﴾ (آیت:105)۔

4- کافروں کو راز دار (بطانہ) نہ بنانے کا حکم:

﴿ لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا﴾ (آیت:118)

5- رسول اللہ ﷺ کی موت یا شہادت کی صورت میں بھی، ثابت قدمی اختیار کرنے کا حکم دیا گیا (آیت:144)

6- دنیاوی اجر کے بجائے آخرت کے اجر کا طالب اور شاکر بننے کی ہدایت کی گئی۔ (آیت:145)

7- انبیاء اور اولیاء کی طرح، عزیمت کا مظاہرہ کرنے والے ثابت قدم صابر مجاہدین کے لیے محبتِ الٰہی کی بشارت (آیت:146)

8- میدانِ جنگ میں اللہ سے دُعا مانگتے رہنے کا حکم۔

﴿ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِيْۤ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴾ (آیت:147)

9- رسول اللہ ﷺ (اور اپنے امیر) سے مالِ غنیمت کے سلسلے میں بدگمانی نہ کرنے کی ہدایت بھی دی گئی (آیت:161)۔

مسلمانوں کے لیے دیگر احکام:

1- دعوت الی الخیر، اَمر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دینے کا حکم (آیات:104 ، 110 ، 114)۔

2- سود سے بچ کر انفاق و جہاد کا راستہ اختیار کرنے کی ہدایت (آیات:130 تا 133)۔

3- مسلمانوں کو اللہ کی اطاعت، رسول کی اطاعت، اِنفاق اور جہاد کے ذریعے جلد از جلد مغفرت اور جنت حاصل کرنے کی دعوت دی گئی۔

﴿ سَارِعُوْۤا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ ﴾ (132تا138)۔

4- پہلے مشاورت، پھر عزم (فیصلے) اور پھر ﴿ تَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ﴾ کا طریقہ اختیار کرنے کی صورت ہی میں ،

محبت الٰہی حاصل ہوسکتی ہے۔

﴿ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ ﴾ (آیت:159)

5- بخل سے بچ کر انفاق کرنے کا حکم (آیت:180)۔

6- اس سورت میں بار بار اللہ کا ﴿ تقویٰ ﴾ اختیار کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ وَاتَّقُوا (آیات :15 ، 28 ، 50 ، 76 ، 102 ، 115 ، 120 ، 123 ، 125 ، 130 ، 131 ، 133 ، 138 ، 172 ، 179 ، 186 ، 198 ، 200)

7- اس سورت ال عمران میں ، چار (4) مقامات پر مسلمانوں کو ﴿ صبر ﴾ اور ﴿ تقویٰ ﴾ کا حکم دیا گیا ہے۔

(a) ثابت قدمی (صبر) اور تقویٰ کے نتیجے میں مسلمان، اہل کتاب کے شر سے بچ سکتے ہیں۔

﴿ وَإِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا ﴾ (آیت:120)۔

(b) ثابت قدمی (صبر) اور تقویٰ کے نتیجے میں، مسلمانوں کو فرشتوں کی مدد حاصل ہوسکتی ہے (آیت:125)۔

(c) اہلِ کتاب اور مشرکین کی اَذیّت رسانیوں کے مقابلے میں، مسلمانوں کی ثابت قدمی ﴿ صبر ﴾ اور ﴿ تقویٰ ﴾ کا رویہ ﴿ عزم الامور ﴾ ہے (آیت:186)۔

(d) ﴿ صبر ﴾ اور ﴿ تقویٰ ﴾ کے نتیجے میں، مسلمانوں کو فلاح حاصل ہوسکتی ہے (آیت:200)۔

8- اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی پکار پر، شکست کے بعد لبیک کہنے والوں کے لیے اجرِ عظیم کی بشارت (آیت:172)۔

9- اگر مسلمان اللہ کی مدد کریں گے تو اُن پر کوئی غالب نہیں آسکتا۔

﴿ إِنْ يَنْصُرْكُمُ اللَّهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ ﴾ (آیت:160)

10- شہادت کی صورت میں، مسلمانوں کو ابدی زندگی اور جنت کے رزق کی خوشخبری (آیت:169)۔

11- ہجرت و جہاد کا حکم: گھروں سے نکالے جانے کے بعد، ہجرت کرنے والوں اور اللہ کی راہ میں اذیت برداشت کرنے والوں اور قتل ہونے والوں اور کافروں کو قتل کرنے والوں کے لیے مغفرت اور جنت کی بشارت (آیت:195)

12- مسلمانوں کو غمزدہ اور شکستہ ہونے کے بجائے ایمان مضبوط کرنے کا حکم دیا گیا۔ ایمان کے نتیجے میں ہی مسلمانوں کو ﴿ عُلُوّ ﴾ اور غلبہ نصیب ہوسکتا ہے۔ ﴿ وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴾ (آیت:139)۔

13- مسلمانوں کو تسلی کہ اللہ تعالیٰ کافروں کے دلوں پر رُعب طاری کردے گا۔ (151)۔ اہل ایمان پر اللہ فضل فرماتا ہے۔ (آیت:152)

14- مسلمانوں کو تسلی کہ اہلِ کتاب، جنگ میں پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے (آیت:111)۔

15- ابلیس اور اُس کے اولیاء سے نہ ڈرنے کا حکم اور کفر میں دوڑ دھوپ کرنے والوں کی سرگرمیوں سے آزردہ نہ ہونے کی ہدایت (آیات: 175 تا 176)۔

16- مسلمانوں کو چار اہم اختتامی ہدایات۔ فلاح کے لیے، ﴿صبر﴾، ﴿مُصابرت﴾، ﴿مُرابطت﴾ اور اللہ کے ﴿تقویٰ﴾ کا التزام کرنے کی ہدایت (آیت: 200)۔

جنگِ اُحد پر تبصرہ اور شکست کے اسباب کی نشاندہی:

1- تم نے کمزوری دکھائی۔ ﴿ تَفْشَلَا ﴾ (آیت: 122)، ﴿ فَشِلْتُمْ ﴾ (آیت: 152)۔
2- تم لوگوں نے حکم میں اختلاف کیا۔ ﴿ تَنَازَعْتُمْ ﴾ (آیت: 152)۔
3- تم لوگوں نے، مالِ غنیمت کی محبت میں، رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کی۔ ﴿ عَصَيْتُمْ ﴾ (آیت: 152)۔
4- تم میں کچھ لوگ دنیا کے طالب تھے۔ ﴿ مِنْكُمْ مَّنْ يُرِيْدُ الدُّنْيَا ﴾ (آیت: 152)۔
5- شکست کی وجہ خود مسلمانوں کی داخلی کمزوریاں تھیں۔ ﴿ هُوَ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ ﴾ (آیت: 165)۔

جنگِ اُحد میں منافقین کا کردار:

1- منافقین اقتدار کے بھوکے ہوتے ہیں۔ ﴿ يَقُوْلُوْنَ هَلْ لَّنَا مِنَ الْاَمْرِ مِنْ شَيْءٍ ؟ ﴾ (آیت: 154)۔
2- منافقین سادہ مسلمانوں کو بہکاتے تھے کہ اگر ہمارے پاس اختیار ہوتا تو (تمہارے یہ رشتہ دار) جنگِ اُحد میں نہ مارے جاتے۔ ﴿ مَّا قُتِلْنَا هٰهُنَا ﴾ (آیت: 154)۔
3- منافقین کے نزدیک، اسلام سے زیادہ اپنی ذات کی اہمیت ہوتی ہے۔
﴿ قَدْ اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ ﴾ (آیت: 154)۔
4- اللہ چاہتا تھا کہ منافقین کو اچھی طرح پرکھ لے، منافقین وہ باتیں کرتے ہیں، جو ان کے دل میں نہیں ہوتیں۔
﴿ يَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ ﴾ (آیت: 167)۔
5- منافقین کے سردار کہتے تھے کہ اگر ہماری بات مان لی جاتی تو یہ قتل نہ کیے جاتے۔ ﴿ لَوْ اَطَاعُوْنَا مَا قُتِلُوْا ﴾ (آیت: 168)۔
6- اُن منافقین کے لیے دردناک عذاب ہے، جو اپنی بداعمالیوں پر بہت خوش ہوتے ہیں۔ یہ منافق اپنے اُن کاموں کی تعریف کے بھی خواہاں ہوتے ہیں، جو اُنہوں نے کبھی کیے نہیں ہوتے۔ ﴿ وَّيُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا ﴾ (آیت: 188)۔